"باغ فدک" کے ہبہ کی روایات اور ان کی تحقیق

اس موضوع پر روایات کے ذکر کرنے سے پہلے ایک بات ذکر کرنی مناسب سمجھتا ہوں۔ وہ یہ کہ شیعہ حضرات یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وارث صرف سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتی ہیں۔ تو اس حقیقی وارثہ کو آپ کی متروکہ جائیداد (باغ فدک) سے محروم کیوں رکھا گیا۔!

دوسری طرف ان لوگوں کا یہ دعویٰ بھی ہے۔ کہ حضور صلی علیہ وسلم نے "باغ فدک" اپنی لخت جگر سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو "ھبہ" کر دیا تھا۔ اگر یہ دوسرا دعویٰ درست ہے۔ تو پھر وراثت کے طور پر "باغ فدک" کا مطالبہ کس طرح درست ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ باغ اپنی زندگی میں سیدہ فاطمہ کے نام "ھبہ" کر دیا تھا۔ تو اس وقت سے اس باغ کی ملکیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منتقل ہو کر سیدہ کے پاس آگئی۔ تو کیا اپنی ملکیت میں بھی وراثت کا مسئلہ بن سکتا ہے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت تو وہ مال ہوا۔ جو بوقت انتقال آپ کی ملک میں تھا۔ اور جو آپ کی ملک میں نہ تھا۔ وہ وراثت میں داخل ہی نہیں۔ جب وراثت میں داخل نہیں۔ تو اس کے متعلق وراثت کا متقدمہ بے معنی ہوگا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ شیعہ لوگوں کے دونوں دعویٰ ایک دوسرے کی نقیض ہیں۔

اور اجتماع نقیضین باجماع عقلاء محال ہے۔ لہذا یہ دونوں دعوی بیک وقت ایک ہی چیز پر ایک ہی شخص کے لیے صحیح ہونا محال ہے۔

اس محال کے ہوتے ہوئے ہم ان روایات کو پیش کرتے ہیں۔ جن میں "ہبہ" کا ذکر آیا ہے۔ ان کے ذکر کے بعد ہم یہ ثابت کریں گے۔ کہ ان روایات کا کیا مقام ہے؟ اور ایسی روایات سے کیا کچھ ثابت ہو سکتا ہے۔؟

روایت ۱:

تفسیر "در منثور" میں "وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ" کے تحت امام سیوطی نے لکھا ہے۔

در منثور:

اَخْرَجَ الْبَزَّارُ وَ اَبُوْ یَعْلٰی وَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَ ابْنُ مَرْدَوِیَۃَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ لَمَّا نَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاطِمَۃَ فَاَعْطَاھَا فَدَکَ۔

(در منثور جلد ۴ ص ۱۷۷ از یر آیت وات ذی القربی الخ پ ۱۵ مطبوعہ بیروت لبنان طبع جدید)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ جب "واٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ" آیت نازل ہوئی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلوایا۔ اور انہیں "فدک" عطا کر دیا۔

روایت ۲:

مجمع البیان: قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ بُوْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْمٍ وَعَلِیُّ بْنُ الْقَاسِمِ الْکِنْدِیُّ وَیَحْیَی بْنُ یَعْلٰی وَعَلِیُّ بْنُ مُسْہِرٍ عَنْ فُضَیْلِ ابْنِ مَرْزُوْقٍ عَنْ عَطِیَّۃَ الْعَوْفِیِّ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ قَوْلُہٗ "وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّہٗ" اَعْطٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاطِمَۃَ فَدَکًا۔

(مجمع البیان تحت آیت "واٰت ذا القربٰی حقہ"
جلد سوم جز ششم ص ۴۱۱ مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ جب یہ آیت "واٰت ذا القربٰی حَقَّہٗ" نازل ہوئی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ کو "فدک" عطا فرمایا۔

ان دونوں روایات کا سلسلہ "ابو سعید" پر ختم ہوتا ہے۔ جنہیں "خدری" لکھا گیا ہے۔ ان دونوں روایات کا سلسلہ اسناد "ابو سعید" سے "عطیہ العوفی" اور اس سے فضیل ابن مرزوق سے ہوتا ہوا راوی "ابو معمر بن سعید" تک پہنچتا ہے۔ گویا اسناد کی انتہا "ابو سعید" پر ہی ہے۔ لہٰذا اس "ابو سعید" کے بارے میں ہم ناقدین حدیث کی تحقیق پیش کرتے ہیں۔ تاکہ "ابو سعید" اور "ابو سعید خدری صحابی رسول" کے درمیان وضاحت ہو جائے۔

یہ ابو سعید کون ہیں؟

یہ وہ ابو سعید ہیں۔ جو کلبی کے لقب سے مشہور ہیں۔ اور صاحب تفسیر ہیں۔ ان کے

بہت سے نام اور مختلف کنیتیں ہیں۔ جن کی بنا پر ان کے نام میں دھوکہ ہو جاتا ہے کبھی ان کا نام "محمد بن سائب کلبی" لیا جاتا ہے۔ اور کبھی انہیں "حماد بن سائب کلبی" کہتے ہیں۔ ان کی کنیت کلبی "ابو نصر" اور کبھی "ابو ہشام" اور کبھی "ابو سعید" لکھی ہوتی ہے۔ "عطیہ عوفی الکوفی" انہی سے روایت کرتا ہے۔ لیکن اس کا اندازِ روایت ایسا ہوتا ہے۔ جس سے یہ شبہ پڑ جاتا ہے۔ کہ یہ "ابو سعید" وہی ہیں جو "ابو سعید خدری" مشہور صحابی ہیں۔ حالانکہ یہ دو مختلف شخصیتیں ہیں۔ شبہ کی وجہ یہ ہے کہ "عطیہ الکوفی" بوقت روایت ان کی طرف حدثنا یا قال کے الفاظ تو منسوب کر دیتا ہے۔ لیکن ان کا نام اور مشہور کنیت "کلبی" ذکر نہیں کرتا ہے۔ یہ ایسا اس لیے کرتا ہے کیونکہ "عطیہ الکوفی" شیعہ ہے۔ اور اپنے شیخ کا مکمل اتہ پتہ اس لیے درج نہیں کرتا تاکہ لوگ دھوکہ سے اس کے شیخ کو "ابو سعید خدری" سمجھ لیں۔ اور اس طرح اس کی مرویات قابلِ اعتبار ہو جائیں۔ چنانچہ یہ مغالطہ ظاہر ہو گیا۔ اور اس کی یہ ہوشیاری کھل گئی۔

مزید وضاحت کے لیے ہم کتب اسماء الرجال سے "ابو سعید" کا اور اس کے شاگرد "عطیہ" کا حال لکھتے ہیں

عَطِيَّةُ بْنُ سَعْدِ الْكُوْفِيُّ يُخْطِئُ كَثِيْرًا وَّ كَانَ شِيْعِيًّا مُدَلِّسًا۔

(تقریب جلد ثانی ص۲۴ باب ع ج مطبوعہ بیروت لبنان طبع جدید)

یعنی عطیہ بن سعد الکوفی اکثر خطا کرتا ہے۔ اور شیعی ہے۔ اور تدلیس کرتا ہے۔

روایات میں خطا کرنا اور شیعی ہونا تو واضح ہے۔ اس کی تشریح کی چنداں ضرورت نہیں۔ مگر "تدلیس" کسے کہتے ہیں۔ اس کے بارے میں "اشعۃ اللمعات"

تصنیف شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے مقدمہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

اشعۃ اللمعات:

صورتش آنست کہ راوی نام شیخ خود نبرد واز شیخ کہ فوق اواست۔ روایت کند و لفظیکہ موہم سماع است بیآرد۔ و حال آنکہ از وے سماع ندارد۔ چنانکہ گوید عن فلان وقال فلان و تدلیس مذموم و مکروہ است مگر آنکہ ثابت شود کہ وے تدلیس نمیکند مگر از ثقہ و در آں غرض فاسد نباشد۔ مثل اخفائے سماع از شیخ بجہت صغر سن و عدم جاہ و شہرت و ستر حال کہ سبب طعن گردد

(اشعۃ اللمعات ص۲۳۔۲۴ جلد دوم طبع قدیم)

ترجمہ: اس کی صورت یہ ہے کہ راوی اپنے شیخ کا نام نہ لے بلکہ اپنے شیخ کے شیوخ سے روایت کرے اور ایسے لفظ کے ساتھ روایت کرے کہ جو موہم سماع ہو۔ حالانکہ اس کا اس سے سماع ثابت نہ ہو۔ جیسے کہے فلاں سے یا فلاں نے کہا۔ تدلیس مذموم و مکروہ ہے۔ مگر جب ثابت ہو جائے کہ راوی ایسے لوگوں سے تدلیس کرتا ہے۔ جو کہ ثقہ ہیں اور اس میں کوئی غرض فاسد نہ ہو۔ جیسے کہ اپنے شیخ سے سماع کو بوجہ صغر سنی یا عدم وجاہت و شہرت اور ستر حال کی بنا پر ذکر نہ کرے کیونکہ یہ سبب طعن ہے۔

"میزان الاعتدال"، میں عطیہ کی نسبت مذکور ہے

میزان الاعتدال:

عَطِيَّةُ بْنُ سَعْدٍ الْعَوْفِيُّ تَابِعِيٌّ شَهِيْرٌ ضَعِيْفٌ ..... قَالَ سَالِمُ الْمُرَادِيُّ كَانَ عَطِيَّةُ يَتَشَيَّعُ وَقَالَ ابْنُ مُعِيْنٍ صَالِحٌ وَقَالَ اَحْمَدُ ضَعِيْفُ الْحَدِيْثِ وَكَانَ هُشَيْمٌ يَتَكَلَّمُ فِيْ عَطِيَّةَ وَرَوٰى ابْنُ الْمَدِيْنِيِّ عَنْ يَحْيٰى قَالَ عَطِيَّةُ وَاَبُوْ هَارُوْنَ وَبِشْرُ بْنُ حَرْبٍ عِنْدِيْ سَوَآءٌ وَقَالَ اَحْمَدُ بَلَغَنِيْ اَنَّ عَطِيَّةَ كَانَ يَاْتِي الْكَلْبِيَّ فَيَاْخُذُ عَنْهُ التَّفْسِيْرَ كَانَ يُكَنِّيْهِ بِاَبِيْ سَعِيْدٍ فَيَقُوْلُ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ قُلْتُ يَعْنِيْ يُوْهِمُ اَنَّهُ الْخُدْرِيُّ وَقَالَ النَّسَآئِيُّ وَجَمَاعَةٌ ضَعِيْفٌ۔ (اِنْتَهٰى)

(میزان الاعتدال جلد دوم ص ۲۰۱ فی تذکرہ عطا البصری عطا بن سفیان مطبوعہ مصر طبع قدیم)

ترجمہ: یعنی عطیہ بن سعد العوفی الکوفی مشہور تابعی ہے اور روایت میں ضعیف ہے۔ سالم المرادی نے کہا۔ کہ عطیہ شیعی تھا اور ابن معین نے کہا کہ صالح ہے۔ امام احمد نے کہا یہ "ضعیف الحدیث" ہے۔ اور ہیشم کو عطیہ میں کلام ہے یحییٰ سے ابن المدینی نے روایت کیا۔ کہ عطیہ، ابو ہارون اور بشر بن حرب میرے نزدیک روایت حدیث میں ایک جیسے ہیں۔ امام احمد نے کہا۔ کہ مجھے پتہ چلا ہے۔ کہ "عطیہ" الکلبی کے پاس آتا اور ان سے تفسیر قرآن حاصل کرتا تھا۔ اور ان کی کنیت "ابو سعید" بیان کرتا۔ بوقتِ ضرورت کہتا "ابو سعید" نے کہا۔ میں کہتا ہوں کہ وہ "الکلبی" کی کنیت ابو سعید اس لیے ذکر کرتا۔ تاکہ لوگوں کو وہم میں ڈالے۔ کہ اس (ابو سعید) سے مراد ابو سعید الخدری ہیں۔ امام نسائی اور ایک

جماعت محدثین نے کہا۔ "عطیہ" حدیث میں ضعیف ہے۔

علامہ سخاوی نے اپنے منظوم رسالہ "جزری" میں "بَابُ مَنْ لَهُ اَسْمَاءٌ ... مُخْتَلِفَةٌ وَّنُعُوْتٌ مُتَعَدِّدَةٌ" میں جہاں کلبی کا ذکر کیا ہے۔ وہاں اس کے متعلق یہ بھی بیان کیا ہے۔

وَهُوَ اَبُوْ سَعِيْدِنِ الَّذِىْ رَوٰى عَنْهُ عَطِيَّةُ الْعَوْفِىْ مُوْهِمًا اَنَّهُ الْخُدْرِىْ (بحوالہ تحفہ شیعہ جلد دوم ص ۱۶۱)

ترجمہ: اور یہ وہی ابوسعید ہے۔ جس سے عطیہ عوفی روایت کرتا ہے۔ ابوسعید کی کنیت سے اس لیے ذکر کرتا ہے۔ تاکہ "ابوسعید الخدری" ہونے کا وہم گزرے۔

"عطیۃ العوفی" کے حالات و واقعات سے یہ ظاہر ہوگیا۔ کہ اس کے شیخ کا نام محمد بن سائب یا حماد بن سائب تھا۔ اور ابوسعید اس کی تین کنیتوں میں سے ایک کنیت تھی۔ تو یہ "ابوسعید الکلبی" ہے۔ ابوسعید الخدری نہیں۔ اسی ابوسعید الکلبی کے بارے میں تہذیب التہذیب میں یوں مذکور ہے۔

تہذیب التہذیب:

قَالَ مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِيْهِ كَانَ بِالْكُوْفَةِ كَذَّابَانِ اَحَدُهُمَا الْكَلْبِىُّ ...... وَقَالَ الدَّوْرِىُّ عَنْ يَحْيٰى بْنِ مُعِيْنٍ لَيْسَ بِشَىْءٍ وَقَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ يَحْيٰى ضَعِيْفٌ وَقَالَ الْبُخَارِىُّ تَرَكَهُ يَحْيٰى وَابْنُ مَهْدِىٍّ ..... وَقَالَ عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ ابْنِ مَهْدِىٍّ جَلَسَ اِلَيْنَا اَبُوْ جَزْءٍ عَلٰى بَابِ اَبِىْ عَمْرِو بْنِ الْعَلَاءِ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّ الْكَلْبِىَّ كَافِرٌ فَحَدَّثْتُ

بِذٰلِكَ يَزِيْدَ بْنَ زُرَيْعٍ فَقَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّهُ كَافِرٌ قَالَ
فَمَا ذَا زَعَمَ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ كَانَ جِبْرَئِيْلُ يُوْحِيْ اِلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ النَّبِيُّ لِحَاجَتِهٖ وَجَلَسَ
عَلِيٌّ فَاَوْحٰى اِلٰى عَلِيٍّ فَقَالَ يَزِيْدُ اَنَا لَمْ اَسْمَعْهُ يَقُوْلُ هٰذَا
وَلٰكِنِّيْ رَاَيْتُهُ يَضْرِبُ صَدْرَهٗ وَيَقُوْلُ اَنَا سَبَائِيٌّ - قَالَ
الْعُقَيْلِيُّ هُمْ صِنْفٌ مِنَ الرَّافِضَةِ اَصْحَابُ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَبَا
وَقَالَ ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّهُ قَالَ لِمُحَمَّدِ
ابْنِ السَّائِبِ مَا دُمْتَ عَلٰى هٰذَا الرَّاْيِ لَا تَقْرُبْنَا وَ كَانَ
مُرْجِئًا ...... وَقَالَ اَبُوْ عَاصِمٍ زَعَمَ لِيْ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ
قَالَ قَالَ الْكَلْبِيُّ مَا حَدَّثْتُ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
فَهُوَ كَذِبٌ فَلَا تَرْوُوْهُ وَقَالَ الْاَصْمَعِيُّ عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ
كَانُوْا يَرَوْنَ اَنَّ الْكَلْبِيَّ يَزْرِفُ يَعْنِيْ يَكْذِبُ وَقَالَ يَزِيْدُ
ابْنُ هَارُوْنَ كَبِرَ الْكَلْبِيُّ وَغَلَبَ عَلَيْهِ النِّسْيَانُ وَقَالَ
اَبُوْ حَاتِمٍ اَلنَّاسُ مُجْمِعُوْنَ عَلٰى تَرْكِ حَدِيْثِهٖ هُوَ ذَاهِبُ
الْحَدِيْثِ لَا يُشْتَغَلُ بِهٖ وَقَالَ النَّسَائِيُّ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَلَا يُكْتَبُ
حَدِيْثُهٗ ...... وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْجُنَيْدِ وَالْحَاكِمُ اَبُوْ اَحْمَدَ وَالدَّارُ
قُطْنِيُّ مَتْرُوْكٌ وَقَالَ الْجَوْزَجَانِيُّ كَذَّابٌ سَاقِطٌ وَقَالَ ابْنُ حِبَّانَ
وُضُوْحُ الْكِذْبِ فِيْهِ اَظْهَرُ مِنْ اَنْ يُحْتَاجَ اِلَى الْاِغْرَاقِ فِيْ وَصْفِهٖ
يَرْوِيْ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ التَّفْسِيْرَ وَاَبُوْ صَالِحٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
لَا يَحِلُّ الْاِحْتِجَاجُ بِهٖ وَقَالَ السَّاجِيُّ مَتْرُوْكُ الْحَدِيْثِ وَكَانَ ضَعِيْفًا
جِدًّا لِفَرْطِهٖ فِي التَّشَيُّعِ وَقَدِ اتَّفَقَ ثِقَاتُ اَهْلِ النَّقْلِ عَلٰى ذَمِّهٖ وَتَرْكِ

الرِّوَايَةَ عَنْهُ فِي الْاَحْكَامِ وَالْفُرُوْعِ قَالَ الْحَاكِمُ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ رَوٰى عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ اَحَادِيْثَ مَوْضُوْعَةً وَّذَكَرَ عَبْدُ الْغَنِيِّ بْنُ سَعِيْدِ الْاَزْدِيِّ اَنَّهُ حَمَّادُ ابْنُ السَّائِبِ الَّذِيْ رَوٰى عَنْهُ اَبُوْ اُسَامَةَ وَتَقَدَّمَ فِيْ تَرْجَمَةِ عَطِيَّةَ اَنَّهُ كَانَ يُكَنِّي الْكَلْبِيَّ اَبَا سَعِيْدٍ وَيَرْوِيْ عَنْهُ۔

(تہذیب التہذیب جلد ۹ ص ۱۷۸ ذکر محمد بن سائب کلبی)

ترجمہ: معتمر اپنے والد سلیمان سے روایت کرتا ہے۔ کہ کوفہ میں دو کذاب تھے۔ ان میں سے ایک "کلبی" تھا۔ اور دوری نے بروایت یحییٰ بن معین روایت کیا ہے۔ کہ کلبی لَيْسَ بِشَيْءٍ ہے۔ اور معاویہ بن صالح بروایت یحییٰ بیان کرتا ہے۔ کہ کلبی ضعیف ہے۔ اور امام بخاری کا بیان ہے کہ کلبی کو یحییٰ اور ابن مہدی نے ترک کر دیا ہے۔ عبدالواحد بن غیاث نے ابن مہدی سے روایت کی کہ ابن جزء نے ابو عمرو بن علاء کے دروازے میں ہمارے پاس بیٹھ کر کہا۔ کہ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ کلبی کافر ہے۔ ابن مہدی نے کہا۔ کہ میں نے یزید بن زریع سے اس کا تذکرہ کیا۔ وہ بولا کہ میں نے ابو جزء کو کہتے سنا ہے۔ کہ حضرت جبرئیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی القا کر رہے تھے۔ آپ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ تو علی بیٹھ گئے۔ اور جبرئیل نے علی پر وحی القاء کرنا شروع کر دی۔ اس پر یزید نے کہا۔ کہ میں نے کلبی کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا۔ مگر میں نے دیکھا ہے۔ کہ کلبی سینہ ٹھونک کر کہا کرتا تھا۔ میں سبائی ہوں۔ میں سبائی ہوں۔ عقیلی کا قول ہے۔ کہ سبائی دراصل رافضیوں کی ایک شاخ ہے۔ اور یہ لوگ عبداللہ بن سباء کے چیلے ہیں۔ ابن فضیل نے بروایت مغیرہ

بیان کیا ہے کہ ابراہیم نے محمد بن سائب سے کہا۔ کہ جب تک تو اس
رائے پر ہے۔ ہمارے نزدیک نہ آنا۔ اور وہ مرجی تھا۔ ابو عاصم کہتے
ہیں۔ کہ سفیان ثوری نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ کلبی کا قول ہے۔ کہ میں نے
جو کچھ بروایت ابوصالح ابن عباس سے نقل کیا ہے۔ وہ جھوٹ ہے
تم اسے روایت نہ کرنا۔ اصمعی نے بروایت قرۃ بن خالد بیان کیا
کہ لوگ سمجھتے تھے۔ کہ کلبی جھوٹ بولتا ہے۔ اور یزید بن ہارون کا
قول ہے۔ کہ کلبی عمر رسیدہ ہو گیا۔ اور اس پر نسیان غالب ہو گیا۔
ابوحاتم کا بیان ہے۔ کہ لوگوں کا اس بات پر اجماع ہے۔ کہ کلبی کی
حدیث چھوڑ دینی چاہیئے۔ اور اس کی طرف توجہ نہ کرنی چاہیئے۔
نسائی کا قول ہے۔ کہ کلبی ثقہ نہیں۔ اور اس کی حدیث نہیں لکھی جاتی
اور علی بن جنید اور ابو احمد حاکم اور دار قطنی کہتے ہیں۔ کہ کلبی متروک
ہے۔ جوزجانی کہتا ہے۔ کہ وہ بڑا جھوٹا اور ساقط عن الاعتبار ہے۔
ابن حبان کا قول ہے۔ کہ کلبی کا جھوٹ ایسا ظاہر ہے۔ کہ محتاج
بیان نہیں۔ اس نے ابو صالح سے تفسیر روایت کی ہے۔ اور ابو
صالح نے ابن عباس سے سنا نہیں۔ اس کے ساتھ احتجاج جائز نہیں
ساجی کہتا ہے۔ کہ کلبی کی حدیث متروک ہے۔ اور تشیع میں غلو
کے سبب نہایت ضعیف ہے۔ اور ثقات ناقلین اس کی مذمت
اور احکام و فروع میں اس کی روایت کو چھوڑ دینے پر متفق
ہیں۔ اور ابو عبداللہ حاکم کا بیان ہے۔ کہ اس نے ابوصالح سے
موضوع حدیثیں روایت کیں۔ اور عبدالغنی بن سعید ازدی نے ذکر
کیا۔ کہ وہ حماد بن سائب ہے۔ جس سے ابو اسامہ نے روایت

کی۔ اور عطیہ عوفی کے حال میں پہلے آچکا ہے۔ کہ عطیہ مذکور کلبی کو ابوسعید کی کنیت سے یاد کرتا ہے۔ اور اس سے حدیثیں روایت کرتا ہے۔

میزان الاعتدال: مزید شہادت

اَلْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبَّاسٍ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوْقٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ فَاَعْطَاهَا فَدَكَ قُلْتُ هٰذَا بَاطِلٌ وَلَوْ كَانَ وَقَعَ ذٰلِكَ لَمَا جَاءَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَطْلُبُ شَيْئًا هُوَ فِيْ حِرْزِهَا وَمِلْكِهَا وَفِيْهِ غَيْرُ عَلِيٍّ مِنَ الضُّعَفَاءِ۔

(میزان الاعتدال ص ۲۲۹ جلد ۱ ذکر علی بن عباس)

ترجمہ: قاسم بن ذکریا نے کہا۔ کہ ہم سے عباد بن یعقوب اور ان کو علی بن عباس نے بیان کیا۔ کہ فضیل بن مرزوق نے عطیہ اور عطیہ نے ابو سعید سے روایت کی جب آیت "اٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ" نازل ہوئی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ کو بلا کر وہ "فدک" ان کو عطا کر دیا۔ میں کہتا ہوں۔ یہ باطل ہے۔ کیونکہ آپ نے واقعی "فدک" دے دیا ہوتا۔ تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اس چیز کو مانگنے نہ آتیں۔ جو ان کے قبضہ اور ملک میں پہلے ہی تھی۔ اور اس حدیث میں "علی بن عباس" کے سوا اور بھی ضعیف راوی ہیں۔

چیلنج

شیعہ لوگوں کے نزدیک باغِ فدک کے تنازع کی جڑ اور اصل یہ ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی حیات مبارکہ میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یہ باغ ہبہ کر دیا تھا اور سیدہ رضی اللہ عنہا نے اس پر قبضہ بھی کر لیا تھا۔ ہم پوچھتے ہیں کہ اگر یہ باغ فدک سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ فرما دیا تھا اور سیدہ نے اس پر قبضہ بھی فرما لیا تھا تو شیعہ لوگوں کو میراثِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ جب چیز ہو ہی اپنے قبضہ و تسلط میں تو پھر میراث کیسی؟ دعوے کیسا؟ ہمارا دعویٰ ہے کہ اس قسم کی تمام روایات بے اصل اور غیر معتبر ہیں۔ ہم دنیائے شیعیت کو چیلنج کرتے ہیں کہ کوئی ایک ایسی صحیح روایت دکھا دیں جس کے رواۃ سب کے سب ثقہ اور شیعی المذہب ہوں جس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سیدہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کو باغ فدک ہبہ کرنا اور سیدہ کا اس پر قبضہ کرنا ثابت ہوتا ہو تو ہم منہ مانگا انعام پیش کریں گے۔ مگر ہم کہہ دیتے ہیں۔ ؎

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

کوئی شیعہ عالم، مجتہد اور آیۃ اللہ ایسی کوئی روایت تاقیامِ قیامت نہیں دکھا سکتا۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝

الحاصل:۔ مذکورہ روایات کو آپ ملاحظہ فرما چکے کہ کوئی ایک روایت بھی ایسی

موجود نہیں جس سے ثابت ہو کر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیدہ فاطمہ زہرا کو باغ فدک ہبہ فرمایا ہو اور سیدہؓ نے قبضہ کر لیا ہو۔ اس قسم کی جتنی روایات ہیں ان کے راوی غالی شیعہ اور سب کے سب کذاب اور وضاع ہیں۔ ایسی خانہ ساز اسناد سے ہبہ فدک کا مسئلہ ثابت نہیں ہو سکتا۔ مزید براں ان تمام روایات کا اصل واضع ایک ہی آدمی ہے سب اسی کی خزاں رسیدہ شاخیں ہیں اور وہ آدمی ہے "ابو سعید کلبی" جس کے متعلق آپ بڑی وضاحت کے ساتھ معلوم کر چکے ہیں کہ علمائے اسمائے رجال کے نزدیک یہ شخص کس قدر ضعیف اور ناقابل اعتبار ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

اہلِ تشیع کا شائع کردہ ایک رسالہ بنام "وہی مجرم وہی منصف" ہماری نظر سے گزرا۔ جس میں سابقہ روایات پر مصنفِ رسالہ نے ایک اعتراض کیا ہے جس کا جواب ہم یہاں دینا چاہتے ہیں۔ پہلے اعتراض کی اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

"وہی مجرم وہی منصف"

نواب صاحب کی اس ساری بحث کا خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ یہ روایتیں ابو سعید کلبی کی ہیں۔ ابو سعید خدری صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں اور انہوں نے اقرار و اعتراف کیا ہے کہ اس قسم کی روایتیں صرف ابو سعید کہہ کر خاموش ہو جاتی ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ علمائے متقدمین نے روایت میں صرف ابو سعید کی سند پیش نہیں کی ہے بلکہ پورا نام ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ لکھا ہے۔

اب ایسی صورت میں محسن الملک صاحب کی غریب تاویل خود بخود باطل قرار پا جاتی ہے۔

علامہ سیوطی کی عربی عبارت مندرجہ ذیل ہے۔

وَ اَخْرَجَ الْبَزَّارُ وَ اَبُوْ یَعْلٰی وَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَ ابْنُ مَرْدَوِیَۃَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ۔

اب منقولہ عبارت نواب صاحب کی طویل بحث کا جامع و مختصر اور مسکت جواب ہے کہ روایت میں راوی کے نام کی تحریر میں کسی قسم کا کوئی شبہ و دھوکہ ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ البزار، ابویعلی، ابن ابی حاتم اور ابوبکر ابن مردویہ جیسے مفسرین نے بعد از تحقیق اس بات کا اثبات فرمایا اور حضرت ابوسعید صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔ پھر نواب صاحب کا یہ دعوے بھی مبنی بر کذب ہے کہ ایسی روایات صرف ابوسعید سے مروی ہیں اس لیے کہ ابوبکر ابن مردویہ نے اس روایت کو حضرت ابن عباس رض سے بھی روایت کیا ہے۔

(رسالہ "رواہی مجرم وای قضعف" مصنفہ عبدالکریم مشتاق شیعہ مطبوعہ اثنا عشری مسجد کھارادر کراچی ۲)

جواب:۔

شیعہ مولوی عبدالکریم صاحب مشتاق نے نواب محسن الملک صاحب "آیات بینات" پر اعتراض کرتے ہوئے ہبہ کی روایات کے صحیح ہونے پر جو استدلال کیا ہے وہ مبنی بر حقیقت نہیں۔ مشتاق صاحب یا تو علمی بے بضاعتی کا شکار ہیں یا پھر انہوں نے دانستہ مذہبی بد دیانتی کا ارتکاب کیا ہے۔ نواب صاحب نے اپنی کتاب "آیاتِ بینات" میں روایات ہبہ پر مفصل بحث سپردِ قلم کی ہے اور بتایا ہے کہ ۴۰۰ھ سے لے کر ان کے زمانے تک اس بارے میں جتنی کتب شیعہ لکھی گئی ہیں ان کی تعداد دس تک ہے۔ جن میں کتب اہل سنت کے حوالے سے ہبہ

کی روایات کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

پھر صاحبِ آیاتِ بینات نے کتبِ اہل سنت سے ایسی تمام روایات کو مع اسناد نقل کیا جن میں "ابوسعید خدری"، کا لفظ بھی موجود ہے۔ اور یہ بھی بتا دیا کہ یہ سب کارستانی عطیہ کی ہے کہ اس نے مکاری کرتے ہوئے صرف دھوکہ دینے کے لیے ابوسعید کا لفظ لکھا جس سے بعض مصنفین کو غلط فہمی ہو گئی کہ شاید اس سے ابوسعید خدری ہی مراد ہیں۔ جیسا کہ "درمنثور" میں موجود ہے۔ لیکن صاحب آیاتِ بینات نے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ علمائے شیعہ کو کتب اہلِ سنت سے جتنی بھی مسند روایات ملیں اور ان کو قابل اعتماد سمجھا گیا ان سب کا سلسلۂ اسناد ابوسعید پر ختم ہوتا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ نواب صاحب نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ والی روایات کا انکار نہیں کیا کہ عبدالکریم مشتاق کو گنجائشِ اعتراض ہو بلکہ نواب صاحب نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ بعض روایات میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا نام بھی موجود ہے مگر یہ سب کچھ "عطیہ"، کی چالاکی اور دھوکہ دہی کا ثمرۂ خبیثہ ہے۔

روایت ابن عباس کا حال :-

نواب محسن الملک صاحب نے "آیات بینات"، میں تحریر کیا ہے کہ ہبہ کی تمام روایات کا سلسلۂ اسناد ابوسعید پر ختم ہو جاتا ہے۔ اس پر عبدالکریم مشتاق صاحب نے بڑے زور سے بغلیں بجائی ہیں نواب صاحب پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ ایسی روایات کا سلسلہ ابوسعید پر ختم نہیں ہو جاتا بلکہ ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ہبہ کی روایت بیان کی ہے۔

قارئین! اس میں بھی حسبِ سابق مشتاق صاحب نے بے علمی یا بددیانتی سے کام لیا ہے۔ نواب صاحب نے ثابت کیا ہے کہ علمائے شیعہ کو اس بارے

ہیں آج تک جتنی روایات مل سکی ہیں اور جن کو انہوں نے قابلِ حجت تسلیم کیا ہے۔ ان سب کا سلسلہ ابوسعید پر ختم ہوتا ہے۔ نواب صاحب نے ابن مردویہ کی ابن عباس رضی اللہ عنہما والی روایت کو نقل نہیں کیا اور نہ ہی اس کی تردید کو ضروری خیال کیا ہے۔ کیونکہ متقدمین علمائے شیعہ کو بھی اس بات کا اعتراف ہے کہ ابن مردویہ کی اس روایت سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے باغِ فدک کا ہبہ کیا جانا ثابت نہیں کیا جا سکتا اس لیے کہ اس روایت کا سلسلۂ اسناد ہی سرے سے موجود نہیں۔ معلوم ہوتا ہے مشتاق کا مبلغ علم فقط اردو رسائل کی "لکھت پڑھت" تک محدود ہے۔ اسی لیے تو نواب صاحب پر اعتراض کر رہے ہیں کہ ان روایات کا سلسلہ ابوسعید پر ختم نہیں ہوتا۔ بلکہ درمنثور میں ابن مردویہ سے مروی ابن عباس رضی اللہ عنہ والی روایت موجود ہے جس سے معلوم ہوا کہ اس روایت کے اور راوی بھی ہیں۔ داد دیجئے مشتاق صاحب کے علم کی یہ تک معلوم نہیں کہ ابن مردویہ ۴۱۰ھ کا آدمی ہے۔ اور روایت کرتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جو صحابئ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ درمیان میں کسی راوی کا کوئی ذکر ہی نہیں۔ اب مشتاق ہی بتائیں کہ یہ درمیان والے راوی کون تھے؟ کیسے تھے؟ ثقہ تھے یا غیر ثقہ؟

تحقیقِ مزید :-

ابن مردویہ کی مسند روایت جو ثقۃ الاسلام علی بن طاوس حلی شیعی نے اپنی مشہور کتاب "طرائف فی معرفۃ مذہب الطوائف" میں نقل کی ہے۔ اس کا سلسلۂ اسناد ملاحظہ فرمائیں۔

طرائف فی معرفۃ مذہب الطوائف :-

وَمِنْ طَرِيْقِ مُنَاقِضَاتِهِمْ مَا رَوَوْا فِيْ

كُتُبِهِمُ الصَّحِيْحَةِ عِنْدَهُمْ بِرِجَالِهِمْ عَنْ مَشَائِخِهِمْ حَتّٰى اسْتَنَدُوْهُ عَنْ سَيِّدِ الْحُفَّاظِ ابْنِ مَرْدَوِيَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحْيُ السُّنَّةِ اَبُو الْفَتْحِ عَبْدُوْسُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْهَمْدَانِيُّ اِجَازَةً قَالَ حَدَّثَنَا الْقَاضِيْ اَبُوْ نَصْرٍ شُعَيْبُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عِبَادُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبَّاسٍ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ اٰيَةُ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاطِمَةَ فَاَعْطَاهَا فَدَكَ ۔

(طرائف فی معرفۃ مذہب الطوائف صـ۶۸ مطبوعہ بمبئی)

ترجمہ:۔ سنیوں کے عجیب مناقضات میں سے وہ روایت ہے جو انہوں نے اپنی معتبر اور صحیح کتب میں اپنے مشائخ سے روایت کی اور اسے سید الحفاظ ابن مردویہ باسناد مذکورہ یوں لکھتے ہیں کہ ابوسعید سے منقول ہے کہ جب آیت "وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ" نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور باغ فدک انہیں عطا فرما دیا۔

حضرات! آپ نے دیکھ لیا کہ ابن مردویہ کی مذکورہ روایت میں یہی تین

حضرات فضیل ابن مرزوق۔عطیہ ابن سعد اور ابوسعید راوی ہیں۔ جن کے حالات گذشتہ اوراق میں آپ نے مفصل طور پر ملاحظہ فرمالیے۔ایسے کسی راوی کی کوئی روایت اہل سنت پر بطور الزام پیش نہیں کی جاسکتی۔

معلوم ہوا کہ در منثور میں ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جو روایت کی ہے وہ قابلِ اعتماد نہیں۔یہی وجہ ہے کہ علمائے شیعہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے باغ فدک کے ہبہ کی تائید میں اس روایت کو کبھی پیش نہیں کیا۔البتہ انہوں نے اس بارے میں جن روایات کو قابلِ استناد سمجھا ہے وہ ابن مردویہ کے علاوہ دوسرے راویوں کی ہیں۔جن کا مفصل پوسٹ مارٹم کیا جا چکا ہے۔

ایک اور گواہی :۔

اس بات کی تصدیق کے لیے کہ ہبہ فدک کی سب مرویات کے راوی مرزوق اور عطیہ جیسے کذّاب لوگ ہیں مزید گواہی ہم شیعہ کی معتبر تفاسیر عیاشی اور مجمع البیان سے پیش کر دیتے ہیں۔

تفسیر عیاشی و مجمع البیان :۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ صَالِحٍ کَتَبَ الْمَامُوْنُ اِلٰی عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ مُوْسَی الْعَبْسِیِّ یَسْئَلُہٗ عَنْ قِصَّۃِ الْفَدَکِ فَکَتَبَ اِلَیْہِ عُبَیْدُ اللّٰہِ ابْنُ مُوْسٰی بِھٰذَا الْحَدِیْثِ رَوَاہُ عَنِ الْفُضَیْلِ بْنِ مَرْزُوْقٍ عَنْ عَطِیَّۃَ فَرَدَّ الْمَامُوْنُ فَدَکَ عَلٰی وُلْدِ فَاطِمَۃَ

صَلَوٰاتُ اللّٰہِ عَلَیْہَا۔

(۱) تفسیر عیاشی مصنفہ ابو النصر محمد بن مسعود عیاشی جلد دوم ص۲۸۷ مطبوعہ تہران طبع جدید)

(۲) تفسیر مجمع البیان جلد سوم جزء ششم ص۴۱۱ مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ: عبدالرحمن بن صالح سے روایت ہے کہ (مامون عباسی خلیفہ) نے عبیداللہ بن موسیٰ عبسی کی طرف باغ فدک کا واقعہ معلوم کرنے کے لیے خط لکھا عبیداللہ بن موسیٰ نے مامون کی طرف اس حدیث کو لکھ کر بھیجا جس کو فضیل بن مرزوق نے عطیہ سے روایت کیا۔ اس پر مامون نے باغ فدک سیدہ فاطمہ صلوٰت اللہ علیہا کی اولاد کو واپس کر دیا۔

الحاصل:

ہبۂ فدک کے متعلق اہل تشیع نے اپنی کتب میں اہل سنت کی کتب سے جتنے بھی حوالہ جات نقل کیے ہیں وہ سب کے سب ایسے ہی ہیں جن کا سلسلۂ اسناد فضیل بن مرزوق عطیہ بن سعد اور ابو سعید پر ہی ختم ہوتا ہے۔ اور ان میں دونوں قسم کے ثبوت موجود ہیں کہ آیا باغ فدک نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ فرما دیا تھا یا مامون الرشید نے اولادِ فاطمہؓ پر رد کیا تھا۔ ایسی تمام روایات انہی راویوں کی مرہونِ منت ہیں جن کو اہلِ سنت کی کتب اسمائے رجال نے کذاب و وضاع ثابت کیا ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

⁂

ایک غلط پراپیگنڈہ کی تردید

چند دن ہوئے اہل تشیع کا ایک رسالہ "وہی مجرم، وہی منصف" مصنفہ عبدالکریم مشتاق نظر سے گزرا جس میں "باغ فدک" کے متعلق تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔ بالخصوص حدیث "نَحْنُ الْاَنْبِیَاءُ لَا نُوْرِثُ دِرْهَمًا وَّلَا دِیْنَارًا اِلَّا عِلْمًا وَّحِکْمَةً" کو مصنف نے کمال عیاری و مکاری کے ساتھ غلط ثابت کرنے کی سعی ناشکور کی ہے۔ مقصود مصنف یہ ہے کہ حدیث مذکور کو روایت کرنے والا راوی سعید بن فیروز ابوالبختری ہے جو کذاب و وضاع ہے۔ اور یہ حدیث سعید بن فیروز ابوالبختری کے علاوہ کسی دوسرے راوی سے مروی نہیں ہے۔ رسالہ مذکورہ کی اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

وہی مجرم وہی منصف :-

پانچویں بات شاہ صاحب کی کافی میں وارد روایت کی ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ کتب شیعہ میں یہ روایت سوائے ابوالبختری کے کسی اور نے روایت نہیں کی ہے۔ ابوالبختری کے متعلق علماء شیعہ کا فیصلہ ہے کہ یہ کذاب اور مانا ہوا وضاع ہے ملاحظہ کریں "فی معرفۃ الرجال الکشی" مطبوعہ بمبئی ص ۱۹۹۔ پھر علامہ ابن حجر کی تحریر سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے تصدیق کی ہے کہ یہ شخص سنی المذہب تھا۔ اور اس نے اپنے آپ کو بناوٹی شیعہ ظاہر کیا تھا۔

☆

تقریب التہذیب:

سَعِیْدُ بْنُ فَیْرُوْزَ اَبُوالْبَخْتَرِیْ ثِقَۃٌ ثَبْتٌ فِیْہِ تَشَیُّعٌ قَلِیْلٌ کَثِیْرُ الْاِرْسَالِ مِنَ الثَّالِثَۃِ۔

(تقریب التہذیب ص ۱۴۹)

اس سے ثابت ہوا کہ ابوالبختری اہلِ سنت میں معتمد ہے۔ تھوڑا تشیع ظاہر کرتا تھا۔ مگر بہت مرسل احادیث بیان کرتا تھا۔ لیکن شیعوں کے نزدیک وہ سب سے زیادہ جھوٹا ہے۔ اس لیے جھوٹوں کی گواہی مقبول نہیں۔ پس قولِ ابوبکر رضا اور نام نہاد حدیث "کا نُورِثُ" وضعی ثابت ہوئی۔

(رسالہ وہی مجرم وہی منصف مصنفہ عبدالکریم مشتاق ص ۷ مطبوعہ کراچی)

جواب:۔

اعتراض مذکورہ کے پیش نظر ہم نے پوری کتاب "رجال کشی" کا بنظرِ عمیق مطالعہ کیا مگر اس میں سعید بن فیروز ابوالبختری کا نام تک نہیں "رجال کشی" میں جس ابوالبختری کو کذاب کہا گیا ہے اس کا نام سعید بن فیروز ابوالبختری نہیں بلکہ وہب بن وہب ابوالبختری ہے جو صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ رجال کشی کی عبارت پیش خدمت ہے:۔

رجالِ کشی:۔

اَبُو الْبَخْتَرِیِّ وَھْبُ ابْنُ وَھْبٍ ذَکَرَ اَبُوالْحَسَنِ

عَلِيُّ بْنُ قُتَيْبَةَ الْقُتَيْبِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ سَلْمَةَ الْكُوْفِيِّ اَبُو الْبَخْتَرِيِّ اِسْمُهٗ وَهْبُ بْنُ وَهْبِ بْنِ كَثِيْرِ بْنِ زَمْعَةَ بْنِ الْاَسْوَدِ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ (ع) وَهُوَ رَبَّاهُ وَقَالَ عَلِيٌّ اَيْضًا قَالَ اَبُوْ مُحَمَّدٍ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ كَانَ اَبُو الْبَخْتَرِيِّ مِنْ اَكْذَبِ الْبَرِيَّةِ۔

(رجال کشی مصنفہ عمر بن عبد العزیز بن الکشی صفحہ ۲۶۱ تذکرہ ابوالبختری وہب مطبوعہ کربلا)

ترجمہ:۔ ابوالبختری وہب بن وہب۔ ابوالحسن علی بن قتیبہ القتیبی نے علی بن سلمہ کوفی سے ذکر کیا کہ ابوالبختری کا نام وہب بن وہب بن کثیر بن زمعہ بن الاسود ہے۔ وہ صحابئ رسول ہیں اور ان کی تربیت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی کی تھی۔ علی نے بھی یونہی کہا ہے۔ ابوفضل بن شاذان نے کہا کہ ابوالبختری مخلوق میں سب سے زیادہ جھوٹا تھا۔

حیرت ہے۔ معترض نے حدیثِ مذکور کے مردود اور موضوع ہونے پر جن دو چیزوں سے استدلال کیا۔ ان میں پہلی چیز تو یہ تھی کہ اس حدیث کا راوی سعید بن فیروز ابوالبختری ہے اور وہ کذاب ہے۔ (بحوالہ رجال کشی) حالانکہ "رجال کشی" میں اس نام کا کوئی بھی راوی موجود نہیں۔ بلکہ رجال کشی میں جسے کذاب ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے وہ وہب بن وہب ابوالبختری ہے۔ معترض کے علم و دیانت سے بالکل تہی دامن ہونے کی کتنی بڑی دلیل ہے کہ اس نے ابوالبختری کے لفظ سے دھوکہ دے کر وہب بن وہب کو سعید بن فیروز قرار دیا۔ اور پھر مسلکِ شیعہ

کی اسمائے الرجال کے موضوع پر ہماری نظر سے جتنی کتب گزری ہیں۔ان میں سے کسی میں سعید بن فیروز کو کذاب نہیں کہا گیا بلکہ ثقہ گردانا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں

شیعہ اسماء رجال کی کتب سعید بن فیروز ابوالبختری کے متعلق کیا کہتی ہیں؟

(۱) تنقیح المقال :۔

سَعِیْدُ بْنُ فَیْرُوْزَ اَبُو الْبَخْتَرِیِّ بِفَتْحِ الْمُوَحَّدَةِ وَ الْمُثَنَّاةِ بَیْنَهُمَا خَاءٌ مُعْجَمَةٌ ابْنُ عِمْرَانَ الطَّائِیُّ مَوْلَاهُمُ الْكُوْفِیُّ ثِقَةٌ۔

(تنقیح المقال فی علم الرجال مصنفہ عبداللہ مامقانی شیعی جلد دوم ص۲۹ باب سعید مطبوعہ تہران)

ترجمہ: سعید بن فیروز ابوالبختری باء اور تاء کے فتح کے ساتھ اور ان دونوں کے درمیان خاء معجمہ ہے۔ یہ ابن عمران طائی کوفی مولاان کا ثقہ راوی ہے۔

(۲) جامع الرواۃ :۔

اَبُو الْبَخْتَرِیِّ سَعِیْدُ بْنُ فَیْرُوْزَ (قی] فِیْ اَصْحَابِ عَلِیٍّ عَلَیْهِ السَّلَامُ مِنَ الْیَمَنِ وَقَدْ تَقَدَّمَ عَنْ [ی] اَنَّهٗ سَعْدُ بْنُ عِمْرَانَ اَوِ ابْنُ فَیْرُوْزَ (مح)

(جامع الرواۃ مصنفہ محمد بن علی الاردبیلی شیعی جلد دوم ص۳۶۸ باب الباء من الکنی مطبوعہ قم ایران سن طباعت ۱۴۰۳ ہجری)

ترجمہ:۔ ابوالبختری سعید بن فیروز اصحاب علی علیہ السلام میں یمن سے ہے۔ اور پہلے گزر چکا ہے کہ وہ سعد بن عمران یا ابن فیروز ہے۔

قارئین کرام! آپ نے مذکورہ حوالہ جات سے ملاحظہ فرمالیا کہ کسی نے سعید بن فیروز ابوالبختری کو وضاع اور کذاب نہیں کہا بلکہ اسے ثقہ اور اصحاب علی رضی اللہ عنہ میں شمار کیا ہے۔ تنقیح المقال میں تو اس جگہ اس کی تعریف میں یہاں تک مذکور ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب خاص میں سے تھا۔ دیکھئے۔

تنقیح المقال:۔

سَعِیْدُ بْنُ فَیْرُوْزَ اَبُوالْبَخْتَرِیِّ قَدْ عَدَّ الْعَلَّامَۃُ سَعِیْدَ بْنَ فَیْرُوْزَ مِنْ غَیْرِ کُنْیَۃٍ مِّنْ اَصْحَابِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنَ الْیَمَنِ وَعَنِ الْبَرْقِیِّ اَنَّہٗ مِنْ خَوَاصِّہٖ۔

(تنقیح المقال جلد دوم ص۲۹ باب سعید مطبوعہ قم ایران)

ترجمہ:۔ سعید بن فیروز ابوالبختری۔ علامہ نے اسے بغیر کنیت کے شمار کیا ہے۔ اور یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یمنی اصحاب میں سے تھا۔ برقی نے نے کہا کہ وہ آپ کے خاص اصحاب میں سے تھا۔

دوسری بات:۔

حدیث نَحْنُ الْاَنْبِیَآءُ لَا نُوْرِثُ دِرْھَمًا وَّلَا دِیْنَارًا۔ الخ کو

موضوع ثابت کرنے کے لیے معترض کی دو دلیلوں میں سے ایک دلیل کا بطلان تو آپ حضرات نے ملاحظہ فرمالیا۔ رہی یہ دلیل کہ اس حدیث کا سوائے سعید بن فیروز ابو البختری کے کوئی دوسرا راوی نہیں تو اس بات میں بھی معترض نے اپنی علمی بے بضاعتی، خیانت، کتمانِ حق، عناد اور شقاوت قلبی کا ثبوت دیا ہے کیونکہ حدیث مذکور کا راوی ابو البختری کے علاوہ عبداللہ بن میمون بھی ہے جس کو امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ کے چار نوروں میں سے ایک نور قرار دیا ہے۔ لیجئے پہلے عبداللہ بن میمون سے مروی حدیث ملاحظہ کریں۔ بعد میں ہم راوی مذکور کے "نور مکہ" ہونے کا قول پیش کریں گے۔

امالی شیخ صدوق:

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْهِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ هَاشِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنِ الصَّادِقِ جَعْفَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اٰبَآئِهٖ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ ... . اِنَّ الْعُلَمَآءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ اِنَّ الْاَنْبِيَآءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَّ لَا دِرْهَمًا وَلٰكِنْ وَّرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَ مِنْهُ اَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ۔

(کتاب الامالی والمجالس مصنفہ شیخ صدوق ص۱۲۷
المجلس الرابع مطبوعہ قم)

ترجمہ:۔ (بحذف اسناد) عبداللہ بن میمون نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے آباؤ اجداد سے روایت کی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ .... بے شک علماء انبیاء کرام کے وارث ہوتے ہیں۔ بے شک انبیاء کسی کو درھم و دینار کا وارث نہیں بناتے۔ لیکن وہ تو علم کی میراث چھوڑتے ہیں۔ پس جس نے علم حاصل کیا۔ اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی میراث سے وافر حصہ حاصل کیا۔

روایت مندرجہ بالا میں آپ دیکھ چکے کہ حدیث "لَا نُوْرِثُ" کا راوی عبداللہ بن میمون بھی ہے۔ معلوم ہو گیا مصنفِ رسالہ "وہی مجرم وہی منصف" اپنے اس دعوے میں کتنا کاذب و خائن ہے کہ اس حدیث کا سعید بن فیروز ابوالبختری کے علاوہ اور کوئی راوی نہیں۔

اس حدیث کی سند:۔

اب کتبِ اسماء رجال شیعہ سے اس حدیث کے رواۃ کی سیرت و ثقاہت بھی قارئین کے سامنے رکھی جاتی ہے۔

راوی اوّل عبداللہ ابن میمون

(۱) رجال العلامہ الحلیؒ:۔

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَيْمُوْنِ الْاَسْوَدُ الْقَدَّاحُ يَبْرِئُ الْقِدَاحَ مَوْلٰى بَنِيْ مَخْزُوْمٍ رَوٰى اَبُوْهُ عَنْ

جَعْفَرَ وَ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ وَ رَوٰی هُوَ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَکَانَ ثِقَةً ۔ وَ رَوَی الْکَشِّیُّ عَنْ حَمْدَوِیَّةَ عَنْ اَیُّوْبَ بْنِ نُوْحٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْ خَالِدِ الْقَمَّاطِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَیْمُوْنٍ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرَ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ یَا ابْنَ مَیْمُوْنٍ کَمْ اَنْتُمْ بِمَکَّةَ؟ قُلْتُ نَحْنُ اَرْبَعَةٌ قَالَ اِنَّکُمْ نُوْرُ اللّٰہِ فِیْ ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ ۔

(رجال العلامہ الحلی مصنف الحسن بن یوسف الحلی
ص ۱۰۸ مطبوعہ قم ایران طبع جدید)

ترجمہ: عبداللہ بن میمون اسود قداح جو کہ پتھر تراشا کرتا تھا اور بنی مخزوم کا غلام تھا۔ اس کے باپ نے امام باقر اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما سے روایت کی اور خود عبداللہ بن میمون نے روایت کی امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے اور وہ ثقہ راوی تھا۔ اور روایت کی کشی نے حمدویہ سے اس نے ایوب بن نوح سے اس نے صفوان بن یحییٰ سے اس نے ابی خالد القماط سے اس نے عبداللہ بن میمون سے اس نے امام باقر علیہ السلام سے کہ امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے ابن میمون! تم مکہ میں کتنے آدمی ہو؟ میں (ابن میمون) نے عرض کیا کہ ہم چار ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تم زمین کی تاریکیوں میں اللہ کے نور ہو۔

(۲) تنقیح المقال :-

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَيْمُوْنِ الْاَسْوَدُ الْقَدَّاحُ ...... وَعَدَّهُ ابْنُ النَّدِيْمِ فِيْ فِهْرِسْتِهٖ مِنْ فُقَهَاءِ الشِّيْعَةِ وَقَالَ النَّجَاشِيْ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مَيْمُوْنِ بْنِ الْاَسْوَدِ الْقَدَّاحُ مَوْلٰى بَنِيْ مَخْزُوْمٍ يَبْرِيْ الْقِدَاحَ رَوٰى اَبُوْهُ عَنْ اَبِيْ جَعْفَرَ وَ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَوٰى هُوَ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ وَكَانَ ثِقَةً ...... وَرَوَى الْكَشِّيُّ عَنْ حَمْدَوِيَةَ عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ نُوْحٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ خَالِدٍ صَالِحِ الْقَمَّاطِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ اَبِيْ جَعْفَرَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ يَا ابْنَ مَيْمُوْنٍ كَمْ اَنْتُمْ بِمَكَّةَ؟ فَقُلْتُ نَحْنُ اَرْبَعَةٌ قَالَ اَمَا اِنَّكُمْ نُوْرٌ فِيْ ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ۔

(۱) تنقیح المقال جلد دوم ص۲۲ باب عبد اللہ مطبوعہ تہران)

(۲) رجال کشی ص۲۱۲ تذکرہ القداح مطبوعہ کربلا)

ترجمہ :- عبد اللہ بن میمون اسود قداح ..... اس کو ابن ندیم نے اپنی فہرست میں فقہائے شیعہ سے شمار کیا ہے۔ اور نجاشی نے کہا کہ عبد اللہ بن میمون بن اسود قداح موالے بنی مخزوم پتھر تراشا کرتا تھا۔ اور اس کے باپ نے

امام باقر و جعفر علیہما السلام سے روایت کی اور وہ (عبداللہ بن میمون) ثقہ راوی تھا............ اور کشی نے حمدویہ سے اس نے ایوب بن نوح سے اس نے صفوان بن یحییٰ سے اس نے ابو خالد صالح القماط سے اس نے عبداللہ بن میمون سے اور اس نے امام باقر علیہ السلام سے روایت کی امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ابن میمون! تم مکہ میں کتنے آدمی ہو؟ میں (ابن میمون) نے عرض کیا ہم چار آدمی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم زمین کی تاریکیوں میں نور ہو۔

دوسرے راوی ،،ابراہیم بن ہاشم،، کی ثقاہت

تنقیح المقال:۔

اِبْرَاهِيْمُ بْنُ هَاشِمِ الْقُمِّيّ قَدْ عَدَّهُ الشَّيْخُ فِيْ رِجَالِهِ مِنْ اَصْحَابِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ.... وَقَالَ فِي الْفَهْرِسْتِ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ هَاشِمِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَبُوْ اِسْحَاقَ الْقُمِّيّ اَصْلُهٗ مِنَ الْكُوْفَةِ وَانْتَقَلَ اِلٰى قُمٍّ وَّاَصْحَابُنَا يَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ مَنْ نَشَرَ حَدِيْثَ الْكُوْفِيِّيْنَ بِقُمٍّ وَذَكَرُوْا اَنَّهٗ لَقِيَ الرِّضَا وَالَّذِيْ اُعْرِفَ مِنْ كُتُبِهٖ كِتَابُ النَّوَادِرِ وَكِتَابُ الْقَضَايَا لِاَمِيْرِالْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

(تنقیح المقال لعبداللہ مامقانی شیعی جلد اول ص ۳۹ باب ابراہیم مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:۔ ابراہیم بن ہاشم قمی کو شیخ طوسی نے اپنی کتاب الرجال میں امام رضا علیہ السلام کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔ اور فہرست میں کہا کہ ابراہیم بن ہاشم ابو اسحاق قمی

کا اصل وطن کوذ تھا۔ وہاں سے منتقل ہو کر قم پہنچا۔ اور ہمارے اصحاب کہتے ہیں۔ یہ وہ شخص ہے جس نے کوفیوں کی احادیث کی قم میں اشاعت کی۔ اور ذکر کیا کہ اس نے امام رضا سے ملاقات کی تھی۔ اور اس کی مشہور کتابیں ، کتاب النوادر اور کتاب القضایا لامیرالمومنین ہیں۔

تیسرے راوی "علی ابن ابراہیم کی ثقاہت"

تنقیح المقال :۔

عَلِیُّ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ هَاشِمٌ اَبُوالْحَسَنِ الْقُمِّیُّ قَالَ النَّجَاشِیُّ بَعْدَ هٰذَا الْعُنْوَانِ ثِقَةٌ فِی الْحَدِیْثِ ثَبْتٌ مُعْتَمَدًا صَحِیْحُ الْمَذْهَبِ۔

(۱) تنقیح المقال جلد دوم ص ۲۶۰ باب علی علیہ السلام مطبوعہ تہران طبع جدید)

(۲) جامع الرواۃ محمد بن علی الاردبیلی جلد اوّل ص ۵۴۵ باب العین بعدہ اللام مطبوعہ مطبوعہ قم ایران سن طباعت ۱۴۰۳ھ)

ترجمہ :۔

علی ابن ابراہیم ہاشم ابوالحسن قمی۔ اس عنوان کے بعد نجاشی نے کہا کہ وہ حدیث کے معاملہ میں ثقہ، معتمد اور صحیح المذہب ہے۔

چوتھے راوی "حسین بن ابراہیم"، کی ثقاہت

تنقیح المقال:۔

اَلْحُسَيْنُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ۔ ذَكَرَهُ الصَّدُوْقُ مُتَرَضِّيًا وَاَكْثَرَ مِنَ الرِّوَايَةِ عَنْهُ وَذٰلِكَ يَشْهَدُ بِوَثَاقَتِهٖ۔

(۱) تنقیح المقال جلد اول ص۳۱۵ باب الحسین (مطبوعہ تہران طبع جدید)

(۲) جامع الرواۃ جلد اول ص۲۳۰ باب الحاء بعدہ السین مطبوعہ قم۔ایران)

ترجمہ: حسین بن ابراہیم۔ شیخ صدوق نے اسے پسندیدہ لوگوں میں ذکر کیا۔ شیخ کی اکثر روایات اسی سے ہیں۔ اور یہ بات اس کی ثقاہت پر شاہد ہے۔

دعوتِ غور و فکر:۔

انصاف پسند قارئین حضرات کو ہم دعوتِ فکر دیتے ہیں کہ مولوی عبدالکریم مشتاق کے ہذیانات کو مدنظر رکھتے ہوئے مذکورہ حوالہ جات کو مع ترجمہ ایک دفعہ پھر پڑھئے اور غور فرمائیے کہ مشتاق صاحب اور ان کے دیگر حواری کس قدر دروغ گوئی سے کام لیتے ہیں۔ اور جھوٹ کے سہارے کتنے بلند بانگ دعاوی کرتے ہیں۔ مگر جب ان کے دعاوی کو حقیقت کی کسوٹی پر پرکھا جاتا ہے تو تارِ عنکبوت سے بھی کمزور ثابت ہوتے ہیں۔ مشتاق صاحب نے پہلا دعوی کیا تھا کہ حدیث "لا نورث"، کا راوی "سعید بن

فیروز ابوالبختری،، مجروح ہے۔ دوسرا دعوے ان کا یہ تھا کہ اس روایت کا سوائے اس ابوالبختری کے اور دوسرا کوئی راوی نہیں۔ پہلے دعوٰی کے تار پود تو آپ کو گزشتہ صفحات میں بکھرتے نظر آچکے ہیں۔ دوسرے دعوٰی کا ابطال بھی آپ کے سامنے ہے کہ یہ حدیث متعدد طرق سے منقول ہے جیسا کہ حوالہ جات مذکور ہوئے۔ اور شیخ صدوق سے مرفوعًا مذکور ہے کہ اس روایت کے تمام راوی ثقہ اور مستند ہیں۔ اس طرح مشتاق صاحب نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ناراضگی کے مفروضے پر جو قصر ناپائیدار تعمیر کیا تھا الیسا زمین بوس ہوا کہ نام ونشان ندارد۔

لمحۂ فکریہ :-

قارئین کرام معلوم کر چکے کہ معترض نے حدیث "لا نورث"، پر جو دو طرح کی تنقید کی تھی۔ غلط بے بنیاد اور دھوکہ دہی پر مبنی ہے۔ اس کی پہلی دلیل تھی کہ اس حدیث کا راوی سعید بن فیروز ابوالبختری وضاع اور کذاب ہے۔ اس کے متعلق آپ شیعہ اسمائے رجال کی کتب کے حوالہ جات ملاحظہ فرما چکے ہیں یہ راوی ثقہ آدمی ہے معترض کا دوسرا دعوے یہ تھا کہ اس حدیث کا راوی سعید بن فیروز ابوالبختری کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ اس دعوٰی کا بطلان بھی آپ پر واضح ہو گیا کہ اس کا ایک راوی عبداللہ بن میمون بھی ہے۔ جسے شیعہ کتب رجال نے امام باقر رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔ بلکہ امام باقر رضی اللہ عنہ نے اس کو زمین کے نوروں میں سے ایک نور قرار دیا۔ اور عبداللہ مامقانی صاحب تنقیح المقال نے تو فیصلہ ہی کر دیا کہ عبداللہ بن میمون فقہائے شیعہ میں سے ہے اور ثقہ آدمی ہے۔ اور حدیث عبداللہ بن میمون کے دوسرے راویان بھی ثقہ ہیں۔

علاوہ ازیں ہم نے بخوفِ طوالت شیعہ کتب اسمائے رجال کے بہت سے

حوالہ جات کو قلم انداز کر دیا ہے جن میں ان راویان کے ثقہ ہونے کو واضح کیا گیا ہے۔

جب شیعہ حضرات کی معتبر کتب اسمائے رجال نے تصدیق کر دی۔ کہ حدیث ,,لا نورث درھما و لا دینارا،، الخ۔ صحیح ہے تو اس سے اگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے باغِ فدک کے میراثِ رسول نہ ہونے پر استدلال کیا ہے تو کون سا جرم کیا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض ساداتِ کرام نے بھی یہ فرمایا کہ اگر ہم بھی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جگہ ہوتے تو وہی فیصلہ کرتے جو آپؓ نے کیا۔ (ابن حدید شرح نہج البلاغہ جلد ۴ ص ۸۲ مطبوعہ بیروت)

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ حق ترجمان سے حدیث ,,لا نُوْرِثُ،، کی تشریح و تفصیل

تفسیر فرات کوفی :۔

فرات نے بیان کیا حدیث بیان کی مجھ سے محمد بن ابراہیم بن ذکریا نطفانی نے اس نے کئی واسطوں سے عبد اللہ بن ابی اوفیٰ سے انہوں نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد نبوی شریف میں تشریف لائے۔ ہم وہاں موجود تھے۔ آپ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ میں تمہارے درمیان مواخاۃ (بھائی چارہ) قائم کرتا ہوں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے درمیان قائم فرمایا ہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو ایک دوسرے کا بھائی بھائی بنایا اور حضرت علی رضؓ کو کسی کا بھائی نہ بنایا تو اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ نے مجھے چھوڑ کر سب کو جوڑا اور ایک دوسرے کا بھائی بنایا! اس سے

میری کمر ٹوٹ گئی اور میری روح نکلنے کو آئی۔ اس پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا مقام مجھ سے وہی ہے جو حضرت ہارون علیہ السلام کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھا مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اور میں نے تجھے موخر اس لیے کیا ہے کہ تو میرا بھائی اور میرا وارث ہے اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ وَ الَّذِیْ اَرِثُ مِنْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا وُرِثَتِ الْاَنْبِیَآءُ مِنْ قَبْلِیْ قَالَ وَمَا وُرِثَتِ الْاَنْبِیَآءُ مِنْ قَبْلِكَ قَالَ كِتَابُ رَبِّهِمْ وَ سُنَّةُ نَبِیِّهِمْ اَنْتَ مَعِیْ یَا عَلِیُّ فِیْ قَصْرِیْ فِی الْجَنَّةِ مَعَ فَاطِمَةَ ابْنَتِیْ هِیَ زَوْجَتُكَ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَاَنْتَ رَفِیْقِیْ۔

(تفسیر فرات کوفی مصنفہ فرات بن ابراہیم
شیعی ص۸۲ مطبوعہ نجف اشرف)

ترجمہ: قسم بخدا میں آپ کا وارث ہوں گا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ نے فرمایا مجھ سے پہلے انبیاء کرام نے میراث نہیں چھوڑی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی پھر آپ سے پہلے انبیاء کرام نے کونسی چیز میراث میں چھوڑی؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ انہوں نے اپنے رب کی کتاب اور اپنی سنت میراث میں چھوڑی۔ اے علی رضی اللہ عنہ! تم میرے محل میں جنت میں میرے ساتھ ہوگے۔ میری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بھی تمہارے ساتھ جنت میں ہوگی۔ وہ دنیا اور آخرت میں تمہاری زوجہ محترمہ ہے۔ اور تم میرے رفیق ہوگے۔

قارئین کرام! آپ نے مشاہدہ فرمایا کہ متنازع فیہ حدیث (جس کو عبدالکریم مشتاق شیعہ نے موضوع ٹھہرایا ہے۔ (اس لیے کہ اس کے نزدیک اس حدیث کا راوی سوائے سعید بن فیروز ابوالبختری کے اور کوئی نہیں اور ابوالبختری مشتاق صاحب کے نزدیک

وضاع اور کذاب ہے، کتنی مضبوط اور صحیح ہے۔ اور آپ نے یہ بھی دیکھ لیا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام سے اس حدیث کی تشریح کتنی وضاحت کے ساتھ مذکور ہے حضور انور علیہ الصلوۃ والسلام نے مولا علی رضی اللہ عنہ کو وارث بھی فرمایا اور ساتھ ہی فیصلہ فرما دیا کہ علی رضی اللہ عنہ میرے وارث تو ہیں مگر علم وحکمت اور کتاب وسنت میں نہ کہ مال و دولت میں۔ کیونکہ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام مالِ دنیا کی وراثت نہیں چھوڑتے۔

معترض کا یہ دعویٰ بھی باطل ہو گیا کہ اس حدیث کا سوائے ابوالبختری کے اور کوئی راوی نہیں۔ اب نبی اکرم علیہ الصلوۃ والسلام کی اس وضاحت وصراحت کے بعد بھی اگر کوئی آپ کی وراثتِ دنیا کی رٹ لگاتا ہے۔ اور باغ فدک کو سیدہ فاطمہؓ کے لیے مال میراث قرار دیتا ہے تو اسے ضدی اور ہٹ دھرم ہی کہا جا سکتا ہے۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

اگر فدک سیدہ فاطمہ کے لیے ھبہ تھا تو پھر وراثت کا دعویٰ کیوں

شیعہ کی معتبر کتاب "فروع کافی"

میں موجود ہے۔ کہ سات باغات کی تولیت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ سے ان کی میراث میں جھگڑا کیا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شہادت دی۔ کہ یہ سات باغات "وقف" ہیں۔ ان میں وراثت جاری نہیں ہو سکتی۔ تاکہ آپ کو بھی حصہ ملے۔ "فروع" کی عبارت یہ ہے۔

فروع کافی:

عَنْ اَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِی الْحَسَنِ الثَّانِی عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ سَئَلْتُہٗ عَنِ الْحِیْطَانِ السَّبْعَۃِ الَّتِیْ کَانَتْ مِیْرَاثَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِفَاطِمَۃَ عَلَیْہَا السَّلَامُ فَقَالَ لَا اِنَّمَا کَانَ وَقْفًا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْخُذُ اِلَیْہِ مِنْہَا مَا یُنْفِقُ عَلٰی اَضْیَافِہٖ فَلَمَّا قُبِضَ جَاءَ الْعَبَّاسُ یُخَاصِمُ فَاطِمَۃَ فِیْہَا فَشَہِدَ عَلِیٌّ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَغَیْرُہٗ اَنَّہَا وَقْفٌ عَلٰی فَاطِمَۃَ عَلَیْہَا السَّلَامُ وَھِیَ الدَّلَالُ وَ الْعَوَافُ وَالْحُسْنٰی وَ الصَّافِیَۃُ وَ مَا لِاُمِّ اِبْرَاھِیْمَ وَ الْمِیْثَبُ وَالْبَرْقَۃُ۔

(نمبر ۱) فروع کافی جلد ثالث ص ۲۷ مطبوعہ نولکشور طبع قدیم

(نمبر ۲) فروع کافی جلد ہفتم ص ۴۸ کتاب الوصایا باب صدقات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ و فاطمۃ الخ مطبوعہ تہران۔ طبع جدید)

(۳) ناسخ التواریخ زندگانی فاطمہ ص ۲۴۵)

ترجمہ: احمد بن محمد نے امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ کہ میں نے امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ سے ان سات باغات کے بارے میں دریافت کیا۔ جو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث تھے۔ تو امام موصوف نے فرمایا۔ وہ میراث نہ تھے۔ بلکہ وقف تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے اتنا لیتے تھے۔ جو کہ مہمانوں کے لیے کفایت کرتا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما گئے۔ تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان باغات میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے جھگڑا کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ وغیرہ نے گواہی دی کہ باغات وقف ہیں۔ جو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے ہیں۔ وہ سات یہ ہیں۔ دلال، عفاف، حسنیٰ، صافیہ، مالام ابراہیم، المنثب اور برقہ۔

اہل سنت وجماعت کی معتبر کتب میں "ہبہ" کے خلاف اس طرح مذکور ہے۔ کہ جب حضرت عمر بن عبد العزیز خلیفہ بنے۔ تو اس وقت "باغ فدک" بنو امیہ کے قبضہ میں تھا۔ تو آپ نے بنی امیہ کو جمع کر کے فرمایا۔ جیسا کہ ابو داؤد کی روایت میں ہے۔

ابو داؤد:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْجَرَّاحِ اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ جَمَعَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بَنِيْ مَرْوَانَ حِيْنَ اسْتُخْلِفَ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَهٗ فَدَكُ وَكَانَ يُنْفِقُ مِنْهَا وَيَعُوْدُ مِنْهَا عَلٰى صَغِيْرِ بَنِيْ هَاشِمٍ وَيُزَوِّجُ مِنْهَا اَيِّمَهُمْ وَاِنَّ

فَاطِمَةَ سَأَلَتْهُ اَنْ يَّجْعَلَهَا لَهَا فَاَبٰى فَكَانَتْ كَذٰلِكَ فِيْ حَيٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى مَضٰى لِسَبِيْلِهٖ فَلَمَّا اَنْ وَّلِيَ اَبُوْبَكْرٍ عَمِلَ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَيَاتِهٖ حَتّٰى مَضٰى لِسَبِيْلِهٖ فَلَمَّا اَنْ وَّلِيَ عُمَرُ عَمِلَ فِيْهَا مَا عَمِلَ حَتّٰى مَضٰى لِسَبِيْلِهٖ ثُمَّ اَقْطَعَهَا مَرْوَانُ ثُمَّ صَارَتْ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ عُمَرُ يَعْنِيْ ابْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فَرَاَيْتُ اَمْرًا مَنَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ وَاِنِّيْ اُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ رَدَدْتُهَا عَلٰى مَا كَانَتْ يَعْنِيْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(ابو داؤد جلد ثانی ص۵۹ کتاب الفیئ والخراج والا مارہ)

ترجمہ: ہم سے عبداللہ بن جراح نے کہا۔ کہ جریر نے مغیرہ سے ہمیں خبر دی۔ کہ عمر بن عبدالعزیز نے بنی مروان کو اپنے خلیفہ بننے کے بعد جمع کیا۔ اور کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم "فدک" میں سے کچھ اپنے لیے خرچ فرماتے اور بنی ہاشم کے بچوں کی پرورش فرماتے۔ اور ان کی رانڈوں کو بیاہتے تھے۔ حضرت خاتون جنت نے "فدک" کے بارے میں آپ سے سوال کیا۔ تو آپ نے دینے سے انکار کر دیا۔ آپ کی زندگی میں اس کی آمدنی انہی مصارف پر خرچ ہوتی رہی۔ آپ کے پردہ فرمانے کے بعد جب ابو بکر خلیفہ مقرر ہوئے۔ تو انہوں نے وہی عمل باقی رکھا۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ پھر یہ بھی انتقال فرما گئے۔ پھر جب عمر فاروق خلیفہ مقرر ہوئے تو انہوں نے بھی وہی عمل باقی رکھا۔ جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کا تھا۔ پھر مروان نے

اِسے اپنے قبضہ (ملکیت) میں لے لیا۔ اور ان کے بعد جب عمر بن عبد العزیز خلیفہ بنے۔ تو انہوں نے دیکھا کہ جس فدک کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لخت جگر کو نہ دیا۔ اس پر میرا قطعاً حق نہیں بنتا۔ میں تم حاضرین کو گواہ بناتا ہوں۔ کہ میں نے "فدک" کی وہی حالت برقرار کر دی۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تھی۔

یعنی "مروان" نے ناجائز اس کو اپنی ملکیت قرار دے دیا تھا۔ اور اس طرح اس کی آمدنی ان مصارف پر صرف ہونا ختم ہو گئی۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے دور میں تھے۔ تو آج پھر اُسے اُسی حالت پر لوٹا رہا ہوں۔ تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے طریقہ پر عمل ہو سکے۔

میراث انبیاء کا حکم شیعہ کتب سے

اصول کافی: انبیاء کی میراث مال نہیں احادیث ہیں:

(۱) عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ الْعُلَمَآءَ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ وَ ذٰلِکَ اَنَّ الْاَنْبِیَآءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِرْھَمًا وَّ لَا دِیْنَارًا وَّ اِنَّمَا اَوْرَثُوْا اَحَادِیْثَ مِنْ اَحَادِیْثِھِمْ فَمَنْ اَخَذَ بِشَیْءٍ مِّنْھَا فَقَدْ اَخَذَ حَظًّا وَّافِرًا فَانْظُرُوْا عِلْمَکُمْ ھٰذَا مِمَّنْ تَاْخُذُوْنَہٗ فَاِنَّ فِیْنَا اَھْلَ الْبَیْتِ فِیْ کُلِّ خَلَفٍ عُدُوْلًا یَنْفُوْنَ عَنْہُ تَحْرِیْفَ الْغَالِیْنَ وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِیْنَ وَتَاْوِیْلَ الْجَاھِلِیْنَ۔

(اصول کافی جلد اول صـ۳۲ کتاب فضل العلم باب صفۃ العلم وفضلہ الخ مطبوعہ تہران، طبع جدید)